Al-Qalam القلم
p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077
Volume:26, Issue:1, 2021, pp. 1-16

تخلیقِ کائنات کا قرآنی تصور اور معاصر سائنسی اکتشافات: تعارف و تجزیہ

The Qur'anic Concept of the Creation of the Universe and Contemporary Scientific Discoveries: Introduction and Analysis

Hafiz Azhar Usama *(corresponding author)*
PhD Scholar, Institute of Islamic Studies, Punjab University, Lahore, Pakistan
Email: azharusama86@gmail.com

Dr. Ghulam Ali Khan
Prof. Institute of Islamic Studies, Punjab University, Lahore, Pakistan

KEYWORDS:

HOLY QURAN, UNIVERSE, FORMER CATEGORY, SCIENTIFIC COMMUNITY.

Date of Publication:
26-06-2021

ABSTRACT

At the time the Holy Quran was revealed, the human understanding of the nature of the cosmos and the movement or the stillness of the heavenly bodies was extremely primitive and obscure. This is no longer the case, as our knowledge of the universe has considerably advanced and expanded by the present age. Some of the theories relating to the creation of the universe have been verified as facts, whereas some others are still being explored. The concept of the expanding universe belongs to the former category, and has been universally accepted by the scientific community as 'fact'. This discovery was first made by Edwin Hubble in the 1920s. Yet some thirteen centuries be fourth is, it was clearly mentioned in the Quran.

تمہید: یہ کائنات، جس میں ہم رہ رہے ہیں، خود اپنے وجود سے، اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ یہ مخلوق ہے، اسے تخلیق کیا گیا ہے۔ کسی چیز کے مخلوق ہونے کی اصل دلیل یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنا وجود پانے کے لیے عمل تخلیق کی مرہون منت ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسی چیز کو مخلوق ہی ہونا چاہیے، جسے تخلیق کا عمل، عدم سے وجود میں لایا ہو۔ تخلیق کا عمل کیا ہے؟ عدم کی تاریکیوں میں پنہاں کوئی معدوم شے جب اپنے تکمیلی وجود کی تلاش میں دنیا عدم سے عالم موجودات کی طرف عازم سفر ہوتی ہے، تو تخلیق کا وہ عمل شروع ہوتا ہے جس سے چیزیں وجود پذیر ہوتی ہیں۔ یقیناً کائنات کی تخلیق اور اس پر غور و فکر، قرآن مجید کا ایک بڑا موضوع ہے جس کا جائزہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ قرآن جستہ جستہ ہمیں تخلیق کی تفصیل پیش کرتا ہے کہ تخلیق سے قبل جب کچھ نہ تھا، تو اللہ تعالیٰ تھا۔ مزید یہ کہ:

تخلیق کی ابتدا کس چیز سے ہوئی؟	زمین کو کس طرح بچھایا اور بسایا گیا؟
آسمانِ دنیا کو کیوں کر رونق بخشی گئی؟	آدمؑ کی پیدائش کس طرح ہوئی؟

یہ سب کچھ جب وجود نہ رکھتا تھا تو بھی خالقِ کائنات، مالک ارض و سمٰوات، الحہ القیوم، اللہ عزوجل اپنی ازلی اور ابدی ذات وصفاتِ کمال کے ساتھ موجود تھا۔ ارشادِ باری ہے: **"ھوالاول"**[1] وہی پہلے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **"اللھم انت الاول فلیس قبلک شیء"** [2] "الٰہی! تو ہی سب سے پہلے ہے، تیرے سے پہلے کوئی نہیں"۔ صحیح بخاری کتاب التوحید میں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **کان اللہ ولم یکن شیء قبلہ وکان عرشہ علی الماء ثم خلق السمٰوات والارض وکتب فی الذکر کل شیء۔**[3] اللہ تھا کوئی چیز نہ تھی اور اللہ کا عرش پانی پر تھا، پھر اس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور لوحِ محفوظ میں ہر چیز لکھ دی۔ قولِ ربانی ہے: **قُلْ سِیْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَـلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔**[4] "کہہ دیجیے! زمین میں چل پھر کر دیکھو تو سہی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ابتدائے پیدائش کی، پھر اللہ تعالیٰ ہی دوسری نئی پیدائش کرے گا۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

یعنی آفاق میں پھیلی ہوئی اللہ کی نشانیاں دیکھو زمین پر غور کرو، کس طرح اسے بچھایا، اس میں پہاڑ، وادیاں، نہریں اور سمندر بنائے، اسی انواع واقسام کی روزیاں اور پھل پیدا کئے۔ کیا یہ سب چیزیں اس بات پر دلالت نہیں کرتیں کہ انھیں بنایا گیا ہے اور ان کا کوئی بنانے والا ہے؟۔ جامع ترمذی کی حدیث ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **ان اول ما خلق اللہ القلم ،ثم قال اکتب،فجری بما ھوکائن الی الابد۔**[5] "بلاشبہ سب سے پہلی چیز جسے اللہ

رب العزت نے پیدا کیا، قلم ہے پھر اللہ تعالیٰ نے کہا: لکھ، تو اس نے لکھ ڈالا وہ سب کچھ جو اب تک ہونے والا ہے۔" اللہ تعالیٰ نے پھر اپنی کمالِ صناعی سے یہ وسیع و عریض کائنات تخلیق فرمائی۔ اس کی وسعتوں اور پنہائیوں کا کسی کو اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اس کائنات میں بے شمار کہکشائیں پیدا کیں اور ہر کہکشاں میں کئی نظام ہائے شمسی پیدا کیے جن کے سورج ہمارے سورج سے کئی گناہ بڑے ہیں۔ جن کا جائزہ ذیل میں پیش ہے۔

مظاہر فطرت کا قرآنی نظریہ:

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے جس کی شان بہت بلند اور جس کا نام انتہائی پاکیزہ ہے۔ تمام مخلوقات کو بغیر کسی ذاتی غرض کے پیدا فرمایا۔ مخلوق کو پیدا کرنے میں اس کی کوئی غرض شامل نہیں محض اپنے فضل و مہربانی سے اس نے کائنات ارضی و سماوی کو وجود بخشا اور پھر ان میں سے کچھ مخلوق کو مکلف ٹھہراتے ہوئے اچھے اور برے کی تمیز سکھائی اور ان سے اپنی عبادت و فرمانبرداری کا امتحان بھی لیا تاکہ ان میں سے جو عبادت و اطاعت میں کامیاب ہوا اس کی حمد پاک بجا لائے تو اللہ اس پر نعمتوں کا اضافہ کرے اس پر اپنے فضل و احسان میں زیادتی فرمائے اور نوازشات فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے۔"وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ مَاۤ اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَاۤ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ"۔ [6]"میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کیلئے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری بندگی کریں۔ میں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ ہی یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں اللہ تو خود ہی رازق ہے بڑی قوت والا اور زبردست ہے"

امام ابن کثیرؒ اسکی وضاحت یوں فرماتے ہیں۔"ان تمام مخلوقات کو پیدا کرنے کے باوجود اس کی سلطنت و بادشاہی میں ذرہ برابر بھی اضافہ نہ ہوا اور وہ اس سب کو نیست و نابود کر دے تب بھی اس کی سلطنت اور بادشاہی میں بال برابر بھی کمی نہ آئے گی۔ اس لئے کہ تغیرات احوال اس پر اثر انداز نہیں ہوتے۔ خوشی و غمی کی کیفیات اس پر اثر انداز نہیں ہوتیں۔ گردش ایام اس کے زمانہ حکومت میں کمی نہیں کر سکتی کیونکہ وہ خود ہی زمانہ ہے اور ہر طرح کی گردش فلک کا مالک و خالق ہے۔ اس کے فضل و احسان اور نوازشات و سخاوت سے سب ہی مستفید ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو سننے کیلئے کان دیکھنے کو آنکھیں اور سوجھ بوجھ کیلئے قلوب سے نوازا جس کے ذریعہ وہ حق و باطل راستوں پر تمیز کرتے اور اپنے نفع و نقصان کو پہچانتے ہیں۔ اللہ نے انسانوں کے لئے زمین کو بچھایا تاکہ وہ اس کے صاف اور واضح راستوں پر چلیں اور آسمان کو محفوظ بنایا اور اسے انتہائی بلند کیا اور پھر اس میں سے موسلا دھار بارش برسائی اور ایک

مقررہ مقدار میں رزق اتارااور اپنی مخلوق کے فائدے کیلئے چاند سورج کو آگے پیچھے دوڑایا جس کے نتیجہ میں دن اور رات نمودار ہوتے ہیں۔ اس نے رات کو لوگوں کیلئے لباس بنایا اور دن کو معاش کے حصول کا ذریعہ بنایا۔ چاند سورج کا یہ طلوع وغروب اور یہ دن رات کا آنا جانا اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر عظیم احسان ہے "۔ [7]

ارشادِ ربانی ہوتا ہے ۔وَ جَعَلْنَا الَّيْلَ وَ النَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَاۤ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَاۤ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَالسِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ وَ كُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ۔ [8] "دیکھو ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا ہے ۔رات کو نشانی کو ہم نے بے نور بنایا اور دن کی نشانی کو روشن کر دیا تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کر سکو اور ماہ و سال کا حساب معلوم کر سکو اس طرح ہم نے ہر چیز کا الگ الگ ممیز کر کے رکھا ہے "اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مقصدِ حیات بیان فرمایا اور اب آگے وجہ تخلیق کائنات بیان کیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "هوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَه مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْن"۔ [9] "وہی ہے جس نے سورج کو اجلا بنایا اور چاند کو چمک دی اور چاند کے گھٹنے بڑھنے کی منزلیں ٹھیک ٹھیک مقرر کر دیں تاکہ تم اس سے برسوں اور تاریخوں کے حساب معلوم کرو۔اللہ نے یہ سب کچھ برحق پیدا کیا ہے۔ وہ اپنی نشانیوں کو کھول کھول کر پیش کر رہا ہے ان لوگوں کیلئے جو علم رکھتے ہیں یقیناً رات اور دن کے الٹ پھیر میں اور ہر چیز میں اللہ نے زمین اور آسمانوں میں پیدا کی ہے نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو (غلط بینی اور غلط روی سے) بچنا چاہتے ہیں۔"

اس کے علاوہ دن اور رات سے فرائض دین کی ادائیگی کے اوقات بھی معلوم ہوتے ہیں جن کا تعلق دن اور رات کی گھڑیوں اور ماہ و سال سے ہے مثلاً نماز پنجگانہ، زکوۃ، حج، روزے وغیرہ اسی طرح لین دین کے معاملات، قرض یا دیگر حقوق کی ادائیگی کا وقت ۔ مندرجہ بالا آیت کی وضاحت ''تجلیات'' کے مصنف اس انداز میں بیان کرتے ہیں۔ ان آیات شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں مظاہر قدرت کا (مختصر)تذکرہ فرماتے ہوئے ہر آیہ شریفہ کے آخر میں نوع انسانی سے دریافت فرمایا کہ آیا ان مظاہر قدرت کو دیکھ کر جن کا وہ صبح و شام اور رات دن مشاہدہ کرتے ہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان کی تخلیق میں اللہ کے سوا کوئی اور شریک ہو سکتا ہے ؟ اور یہ بھی فرمایا کہ ان مظاہر قدرت میں صرف ان اقوام کیلئے نشانیاں ہیں جو بطور انصاف ان پر اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی عقل اور اس کی عطا کردہ غور

فکر سے کام لیتے ہیں پھر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ نبی نوع انسان کے علاوہ جملہ حیوانات کیلئے رزق بھی صرف اسی نے اتارا ہے جس کا تفصیلی ذکر اس کی روشن کتاب (قرآن) میں موجود ہے''۔ [10]

اللہ پاک نے جب کائنات کے بنانے کا ارادہ کیا تو کائنات کا نظام بھی زیر بحث آیا۔ اس لئے کہ کارخانہ قدرت کسی مبسوط نظام، قاعدوں اور ضابطوں کے بغیر نہیں چلتا۔ قرآن نوع انسانی کو اس تفکر کی طرف مائل کرتا ہے کہ نظام چلانے کیلئے کارندوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کائنات مادی، برقی، مقناطیسی اور سائنسی قوانین کا مجموعہ ہے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ قوانین مظاہر قدرت اور مناظر کائنات پر بہر حال حاوی ہیں۔ کائنات میں ہر شے ایک نظام کے تحت ایک دوسرے کے ساتھ ہم رشتہ ہے اور ایک دوسرے سے متعارف ہے۔ کائنات کا کوئی یونٹ کسی دوسرے یونٹ سے اپنا رشتہ منقطع نہیں کر سکتا۔ ہارون یحیٰ کی کتاب ''تخلیق کائنات'' میں مظاہر فطرت کے بارے میں یوں اظہار کیا گیا ہے۔ "قرآن کریم ان تمام مناظر کو جو کائنات کے کل پرزے ہیں، اللہ کی نشانیاں قرار دیتا ہے اور نوع انسانی کیلئے لازم کرتا ہے کہ نوع انسانی کے عاقل اور بالغ شعور افراد اللہ کے ان تمام زمینی اور آسمانی مناظر اور مظاہر کا مطالعہ کریں اور عقل و دانش کی گہرائیوں سے ان آیات پر غور و فکر کریں۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے بندے گونگے، بہرے رہ زندگی نہ گزاریں۔ خالق چاہتا ہے کہ غور فکر سے متعلق اللہ تعالیٰ نے بندہ کو جو صلاحتیں دی ہیں ان کا استعمال کیا جائے"۔ 11 مزید ایک جگہ ارشاد، باری تعالیٰ ہے۔ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِاً وَّ هُوَ حَسِيْرٌ ۔ [12] "اے دیکھنے والے کیا تو رحمن کی آفرنیش میں کچھ نقص دیکھتا ہے ذرا آنکھ اٹھا کر دیکھ بھلا تجھے کوئی شگاف نظر آتا ہے پھر دوبارہ نظر کر یہ ہر بار تیرے پاس ناکام اور تھک کر لوٹ آئے گی"

صاحب "معارف القرآن" اس کی یوں تفسیر بیان فرماتے ہیں۔ "اس آیت سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا والے آسمان کو آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ نیلگوں فضا جو دکھائی دیتی ہے یہی آسمان ہو بلکہ ہو سکتا ہے آسمان اس سے بہت اوپر ہو اور یہ نیلگوں رنگ ہوا اور فضا کا ہو جیسا کہ فلاسفہ کہتے ہیں مگر اس سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ آسمان انسان کو نظر ہی نہ آئے، ہو سکتا ہے کہ یہ نیلگوں فضا شفاف ہونے کے سبب اصل آسمان کو جو اس سے بہت اوپر ہے دیکھنے میں مانع نہ ہو اور اگر کسی دلیل سے یہ ثابت ہو جائے کہ دنیا میں رہتے ہوئے آسمان کو آنکھ سے نہیں دیکھا جا سکتا تو پھر اس آیت میں رویت سے مراد رویت عقلی یعنی غر و فکر ہو گا"۔ [13]

تسخیر کائنات سے متعلق قرآنی آیتوں سے یہ بات روشن دن کی طرح ثابت ہے کہ کائنات کے بنانے والے نے حکم دیا ہے کہ انسانی تخلیق کائنات کے قوانین کا اس انہاک اور غور و فکر سے مطالعہ کرے کہ ہر چیز کی کاریگری سامنے آجائے تخلیقی فارمولوں پر غور کرنے والا طالب علم جب انہاک کے نقطہ عروج میں داخل ہو جاتا ہے تو اس کے اوپر ایسے ایسے علوم منکشف ہوتے ہیں کہ جن علوم کی ابتداء لا محدودیت سے ہوتی ہے اور ایسے طالب علم کا علم محض کتابوں تک محدود نہیں رہتا اور وہ اسلاف کی بنائی ہوئی دیلیز پر بیٹھا ہوا مکان کی اینٹیں شمار نہیں کرتا وہ تدبر و تفکر کی کسوٹی پر مشاہدہ اور تجربہ کر کے یہ رجحان پیدا کرلیتا ہے کہ فضائے بسیط میں گیسوں کا آمیزہ زمین کو زندگی بخشتا ہے۔ بارش اور ہواؤں کا انتظام، کاربن، آکسیجن وغیرہ کا مشاہدہ اس کیلئے ایک عام بات بن جاتی ہے وہ یہ بھی جان لیتا ہے کہ کرہ ارض کا حجم مناسب اور معین مقداروں پر قائم ہے۔ اگر حجم زیادہ ہوتا تو کشش ثقل کی زیادتی کی وجہ سے ہوا خلا میں منتشر ہونے کی بجائے زمین کی سطح سے آ چمٹتی اور ذی روح ہر مخلوق کا سانس لینا دشوار ہو جاتا اور اگر کرہ ارض کا حجم موجودہ معین مقداروں سے کم ہوتا تو کشش ثقل کی وجہ سے ہوا خلا میں اڑ جاتی اور تمام ذی روح فنا کے گھاٹ اتر جاتے۔ یہ بات بھی مشاہدے میں آئی ہے کہ چاند اور سورج سے زمین کا فاصلہ بھی معین مقداروں پر قائم ہے۔ اگر زمین سورج سے معین مقداروں کی نسبت زیادہ دور ہوتی تو تمام کرہ یخ بستہ ہوتا۔ برف کی دبیز سلوں کے علاوہ زمین پر کسی چیز کا وجود نہ ہوتا۔ اور اگر یہ فاصلہ معین مقداروں سے کم ہوتا تو سورج کی تپش فصلوں کو جلا کر رکھ کر دیتی۔ چاند اور زمین کے فاصلے میں اگر معین مقداریں ٹوٹ جائیں تو مدو جزر کی لہریں اتنی بلند ہو جائیں گی کہ ساری زمین سمندر کی طوفانی لہروں میں غرق ہو جائے گی۔ کائنات میں تفکر کرنے والا بندہ اور روحانی سائنس کا طالب علم اپنے مشاہدہ اور تجربہ کی بناپر اس مقصد سے آشنا ہوتا ہے کہ کائنات میں عناصر کی ترتیب ہم آہنگی، نظم، افادیت و مقصدیت کو چشم شعور کی کارفرمائی نہیں ہے کوئی طاقت ہے کوئی ہستی ہے جس کے حکم پر ازل تا ابد نظام حیات و کائنات قائم ہے اور اس سارے نظام میں تمام عناصر، تمام مناظر اور سب مظاہر معین مقداروں پر قائم رہتے ہوئے ایک دوسرے سے ہم آہنگ اور ہم رشتہ ہیں۔

نظم کائنات کے قرآنی حقائق قرآن مجید میں بکھرے ہوئے مظاہر فطرت ایک خاص قانون اور تنظیم و ضابطہ سے وابستہ ہیں جس میں کہیں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ کائنات میں نظم و ضبط کا سائنسی حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار ماہر طبیعات جارج ڈیوس اسطرح کرتے ہیں۔ ایک عالم طبیعات کی حیثیت سے مجھے کائنات کے اس ناقابل یقین حد تک پیچیدہ نظام کے مطالعے کا موقع ملا اور میں نے ایک ذرے سے لیکر بڑے بڑے ستارے میں حیرت انگیز ضابطہ بندی

اور نظم پایا ہے۔اس کائنات میں روشنی کی ہر شعاعطبیعاتی اور کیمیائی رد عمل اور ہر ذی حیات کی ہر خصوصیت اس نظم اور اسی ضابطے کے تابع فرمان نظر آتی ہے یہ اس کائنات کی وہ تصویر ہے جو سائنس کے انکشافات نے ہمارے سامنے پیش کی ہے اور آپ سائنس کا جتنا گہرا مطالعہ کریں اتنے ہی زیادہ کائنات کے نظم وضبط کے اس پر پیچ اور دلکش نظام سے آپ مسحور ہوتے چلے جائیں گے۔ارض وسماء میں پھیلی ہوئی بیشمار اشیاء جو خالق کائنات نے ہمارے سامنے کتاب کیطرح پھیلا کر رکھ دی ہیں۔مثلا سورج، چاند، ستارے اور سیارے کہکشائیں، بادل، ہوائیں، پانی سے لدی ہوئی برسنے والی گھٹائیں، مہکتے ہوئے پھول۔چہچہاتے پرندے۔سمندر سر بفلک پہاڑ، بحر و بر کے مہیب جانور، خوردبین کے ذریعے نظر آنے والے باریک ترین جراثیم، سر سبز کھیتاں، اور پھلوؤں سے لدے ہوئے باغات، زمین کی تہہ میں پوشیدہ مختلف دھاتیں اور خود انسان اور اس کی اندرونی دنیا اور دیگر بہت سی اشیاء اور مخلوقات ان پر غور و فکر اور ان کا مشاہدہ کرنے کا انسان کو حکم دیا گیا ہے۔

اس غور و فکر کی عظمت دل میں بیٹھی ہے یہ تدبر و تفکر دنیاوی فوائد کے حصول کا ذریعہ بھی بنتی ہے یہ ہمارے سامنے جو قسم قسم اور رنگا رنگ کی ایجادات انسانی فوائد و سہولیات کیلئے موجود ہیں یہ مشاہدات کائنات اور تجربات کی مرہون منت ہیں۔اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آج سے چودہ سو سال قبل نازل فرمایا تھا ٹیکنالوجی سے متعلق جو کچھ حقائق بیسویں صدی میں دریافت ہوئے ان کا ذکر اللہ نے قرآن مجید میں فرما دیا تھا اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نزول قرآن ایک نہایت اہم ثبوت ہے جو ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہم اللہ کے وجود کو تسلیم کریں۔قرآن میں دی گئی زیادہ معلومات ہماری اس دنیا سے ہم آہنگ ہیں اس لئے کہ اللہ ہی نے اس کائنات کی ہر شے تخلیق کی ہے اور وہ اس کا پورا پورا علم رکھتا ہے۔اسی نے قرآن بھی نازل فرمایا اسی وجہ سے بہت سی معلومات اور قرآن مجید میں دیا گیا تجزیہ عقل و دانش رکھنے والے ان مومنوں کی نظروں سے چھپ نہیں سکا جن کو اللہ نے بصیرت دے رکھی ہے۔تا ہم یہ بات کبھی نہ بھولنی چاہیے قرآن ایک سائنسی کتاب نہیں ہے بلکہ علوم القرآن میں سے سائنس ایک علم ہے۔نزول قرآن کا سبب اور مقصد قرآن ان سورتوں میں بتا دیا گیا ہے۔قرآن کچھ موضوعات سے متعلق بنیادی معلومات بھی فراہم کرتا ہے مثلا تخلیق کائنات۔پیدائش آدم، کرہ ہوائی کی ساخت، آسمان اور زمین میں توازن، اس معلومات میں بڑی ہم آہنگی پائی جاتی ہے جو جدید سائنس کی حالیہ دریافت سے متعلق ہے۔یہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ تصدیق کرتی ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے کیونکہ قرآن کی سورۃ النساء کے مطابق حکم باری تعالیٰ ہے: اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا۔[14]" کیا یہ لوگ قرآن پر

غور نہیں کرتے ؟''اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت اختلاف پایا جاتا" یہ کائنات جس میں کوئی کمی و نقص نظر نہیں آتا یہ کیسے وجود میں آئی ؟ یہ کہاں جارہی ہے اور قوانین کس طرح اس کا توازن برقرار رکھتے ہیں ایسے سوالات ہیں جو ہمیشہ سے دلچسپی کا باعث بن رہے ہیں۔ وہ مادہ پرستانہ رائے جو چند صدیوں تک عام تھی اور جو بیسویں صدی تک قائم رہی اس کے مطابق کائنات کی لامحدود جہات تھیں کہ یہ ازل سے ہے اور یہ ابد تک قائم رہے گی یعنی اسے فنا نہیں۔ اس نقطہ نظر کے مطابق جسے ''کائنات کا جامد و ساکت ماڈل'' کہا جاتا تھا نہ تو اس کائنات کی کوئی ابتدا ہے نہ کوئی اختتام۔ ان دو نقطہ ہائے کے بارے میں ''اسلام اور جدید سائنس'' کا مصنف یوں بیان کرتا ہے :"مادہ پرستانہ فلسفے کی بنیاد فراہم کرتے ہوئے اس نقطہ نظر نے خالق کے وجود سے انکار کرتے ہوئے یہ خیال پیش کیا ہے کہ کائنات ایک مادے کا جامد و ساکت، مستحکم اور غیر متغیر مجموعہ ہے۔ تاہم بیسویں صدی کی ترقی پذیر سائنس اور ٹیکنالوجی نے قدیم نظریات کو منسوخ کر دیا تھا جن میں ''کائنات کا جامد و ساکت ماڈل'' بھی شامل تھا۔ آج جب انسان 21ویں صدی کی دہلیز پر کھڑا ہے جدید طبیعات بہت سے تجربات، مشاہدات اور تجربات سے اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ اس کائنات کی ایک ابتداء تھی اور اسے عدم سے تخلیق کیا گیا تھا اور اس کا آغاز ایک بہت بڑے دھماکے سے ہوا تھا''۔[15] اس کے بارے میں ہارون یحیٰ فرماتے ہیں۔" یہ عظیم حقیقت جسے جدید طبیعات نے اس صدی کے اختتامی دور میں دریافت کیا ہمیں قرآن کے ذریعے ۱۴۰۰ سال پہلے بتادی گئی تھی۔"[16] گویا کہ کائنات اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا ایک عظیم شاہکار ہے۔

درج ذیل قرآنی آیات سے تخلیق کائنات کا جائزہ پیش ہے۔

تخلیق کائنات کا قرآنی نظریہ:

یہ بات انتہائی قابل توجہ ہے کہ سائنس نے جو دریافتیں بیسویں صدی اور بالخصوص اس کی آخری دہائیوں میں حاصل کیں ہیں۔ قرآن مجید انہیں آج سے 1400 سو سال پہلے بیان کر چکا ہے۔ تخلیق کائنات کے قرآنی اصولوں میں سے ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ ابتدائے خلق کے وقت کائنات کا تمام بنیادی مواد ایک اکائی کی صورت میں موجود تھا۔ جسے بعد ازاں پارہ پارہ کرتے ہوئے مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اس سے کائنات میں توسیع کا عمل شروع ہوا جو مسلسل جاری ہے۔ قرآن مجید اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے :ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ

فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ۔[17] "پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوااور وہ اس وقت دھواں تھا۔تو اس نے آسمان اور زمین سے کہا کہ (وجود میں) آجاؤ خواہ تم چاہو یا نہ چاہو۔دونوں نے کہا ہم فرمانبرداروں کی طرح آگئے۔پھر اس نے دو دنوں میں سات آسمان بنا ڈالے اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کیا۔اور آسمانِ دنیا کو چراغوں سے سجایا اور حفاظت کا کام لیا۔یہ سب غالب اور ہر چیز کو جاننے والے کی منصوبہ بندی ہے۔"

موجودہ سائنسی تحقیق بتاتی ہے کہ ابتدائے کائنات گرم گیسوں اور گردوغبار کے بہت بڑے گولے(Nebula) سے ہوئی اور اس وقت ساری کائنات صرف یہی ایک گولا تھا۔موجودہ زمانے میں تمام سائنسدانوں کا اس نظریہ (Big Bang Theory) پہ اتفاق ہے کیونکہ سائنس اتنی ترقی کر چکی ہے کہ کئی نئے ستارے اس (Nebula) سے وجود میں آتے ہوئے مشاہدہ کیے جا سکتے ہیں۔اس کے علاوہ مختلف کہکشاؤں اور ستاروں کی رفتار اور ان کے رخ کے تعین سے بھی یہ حقیقت ثابت ہو چکی ہے کہ یہ سب ایک ہی مرکز سے بکھر رہے ہیں۔قرآن نے یہ سب حقائق اس وقت بتلا دیے تھے جب اس قسم کی سائنسی تحقیقات کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔اولَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا۔[18] "اور کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ جملہ آسمانی کائنات اور زمین (سب) ایک اکائی کی شکل میں جڑے ہوئے تھے پس ہم نے انہیں پھاڑ کر جدا کر دیا۔"

مندرجہ بالا آیت کی وضاحت "اسلام اور جدید سائنس" میں یوں بیان کی گئی ہے: "اس آیت کریمہ میں دو الفاظ '' رَتْقًا اور فَفَتَقْ خصوصی توجہ کے مستحق ہیں رتقا کے معنی ہیں کسی شے کو ہم جنس مواد پیدا کرنے کیلئے ملانے او ر باندھنے کے ہیں اور فتق متضاد ہے رتق کا جس کے معنی توڑنے، جدا کرنے اور الگ الگ کرنے کا عمل ہے۔قرآن مجید نے آج سے 14 صدیاں قبل تخلیق کائنات کی حقیقت عرب کے ایک جاہل معاشرے میں بیان کر دی تھی ۔اور لوگوں کو یہ دعوت فکر دی تھی کہ وہ اس حقیقت کے بارے میں سوچیں۔صدیوں کی تحقیق کے بعد بیسویں صدی کے وسط میں جدید علم تخلیقات(Cosmology) علم فلکیات(astronomy) اور علم فلکی طبیعات(astrophysice) کے ماہرین نے بالکل وہی نظریہ منظر عام پر پیش کیا ہے کہ کائنات کی تخلیق ایک صفر درجہ جسامت کی اکائیت سے ہوئی۔عظیم دھماکے کا نظریہ(Big Bang Theory) اسی کی معقول تشریح و توضیح ہے"۔[19]

موجودہ سائنسی تحقیقات کے محتاط اندازوں کے مطابق اب تک اس کائنات کو تخلیق ہوئے کم و بیش 15 ارب سال گزر چکے ہیں۔ آج سے 15 ارب سال پہلے پائی جانے والی اس ابتدائی کمیتی اکائی سے پہلے وہ کیا شے تھی جس سے یہ کائنات ایک دھماکے کی صورت میں تخلیق کی گئی؟ سائنس اس سوال کا جواب دینے سے قاصر ہے اس معمے کا حل قرآن مجید کے اس فرمان پر ایمان لانے سے ہی ممکن ہے۔اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۔[20]"آسمانی کائنات اور زمین (سب) ایک اکائی کی شکل میں جڑے ہوئے تھے۔"قرآنی اصطلاح'' رتق'' [21]کی سائنسی تعبیر ہمیں اس بات سے آگاہ کرتی ہے کہ بے پناہ توانائی نے کائنات کو اس وقت ابتدائی کمیتی اکائی کی صورت میں باندھ رکھا تھا۔ وہ ایک ناقابل تصور حد تک کثیف اور گرم مقام تھا جسے اکائیت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس وقت کائنات کی کثافت اور خلائی وقت کا انحصار دونوں لا محدود تھے اور کائنات کی جسامت صفر ہے۔ اکائیت کی اس حالت اور صفر درجہ جسامت کی طرف قرآن مجید یوں اشارہ کرتا ہے۔ ان الفاظ میں بگ بینگ سے پہلے کا ذکر کیا گیا ہے پھر اس کے بعد پھوٹنے اور پھیلنے کا عمل شروع ہوا، جسے کلام مجید نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔" **فَفَتَقْنٰهُمَا** "۔ پس ہم نے انہیں پھاڑ کر جدا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مادی کائنات کی تشکیل کا ارادہ فرمایا اور ''کن **فیکون**'' کے حکم کے ساتھ ایک دھماکہ پیدا کیا۔ '''فلق''جو اسی دھماکے کا نتیجہ ہے اس وقت ربوبیت باری تعالیٰ کی طاقت سے ایک محیر العقول کمپیوٹری حکم کے ذریعے منظم ہو گیا تھا آیت کریمہ میں لفظ ''رب'' اور لفظ ''**فلق**'' کا ذکر کرنے کی یہی وجہ ہے تمام مخلوقات کو انشقاق اور دھماکے کے نتیجے میں پیدا کیا گیا تاہم اس سے پہلے کہ کوئی چیز شہود پذیر ہونے کیلئے ضروری خصوصیات کی حامل ہو سکے۔ اسے اللہ رب العزت کی ربوبیت کی صفات ہی کو فیض حاصل کرنا پڑتا ہے تاکہ وہ طبیعی کائنات اور حیاتیاتی کمپیوٹری نظام کے مطابق ہو سکے۔ یہ حقیقت خالق کائنات کی بصیرت کا کمال ہے جو تمام کائنات پر حاوی ہے۔[22]

گو یا اللہ رب العزت نے فرمایا کہ میری قدرت کاملہ میں ہر اس مخلوق چیز کے شر سے پناہ حاصل کرو کہ جس کی تشکیل میری صفت ربوبیت کے فیضان سے ایک دھماکے کے نتیجے میں وقوع پذیر ہوئی۔ میں تمہارا رب اور ان کہکشاؤں کا حکمران ہوں جنہیں میں نے ایک عظیم دھماکے کے ساتھ خلا کی لا متناہی وسعتوں میں بکھیر رکھا ہے۔ ایسا دھماکہ جو ایک اکائی سے شروع ہوا اور اس کے ذریعے بہت سی ایسی طاقتیں، قوتیں شعاع ریزیاں اور ردعمل عرض وجود میں آئے جو زندگی کیلئے مہلک ہو سکتے ہیں۔ پس ان طرز رساں لہروں سے میری پناہ حاصل کرو کیونکہ جو کوئی میری پناہ لیتا ہے وہ ہر طرح کی برائیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ تسخیرِ کائنات اور قرآنقرآن مجید انسان کو غور و فکر اور

مشاہدہ کی دعوت دیتا ہے تاکہ انسان اس وسیع کائنات پر اس کے اسباب و علل پر اور قدرت کے اسرار ورموز پر غور و فکر اور تحقیق کرے کیونکہ یہ کائنات اور اس میں پھیلی ہوئی زندگیاں ایک عظیم خالق کا تخلیق ہیں اور اس کائنات کا ایک ذرہ بھی بے مقصد تخلیق نہیں کیا گیا۔ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے: اَوَ لَمۡ یَرَوۡا کَیۡفَ یُبۡدِئُ اللّٰہُ الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُہٗ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرٌ قُلۡ سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ بَدَاَ الۡخَلۡقَ ثُمَّ اللّٰہُ یُنۡشِئُ النَّشۡاَۃَ الۡاٰخِرَۃَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۔ [23] "کیا وہ دیکھتے نہیں کہ اللہ کیسے تخلیق کا آغاز کرتا ہے پھر اس کا اعادہ کرے گا۔یہ کام اللہ پر بہت آسان ہے کہہ ! زمین پر چلو پھر و پھر دیکھو کہ کیسے تخلیق کا آغاز ہوا پھر اللہ پیدا کرے گا۔دوسری پیدائش بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔ مولانا مودودی تفہیم القرآن میں بیان فرماتے ہیں: "یعنی ایک طرف بے شمار اشیاء عدم سے وجود میں آتی ہیں، اور دوسری طرف ہر نوع کے افراد کے مٹنے کے ساتھ پھر ویسے ہی افراد وجود میں آتے چلے جاتے ہیں۔ مشرکین اس بات کو مانتے تھے کہ یہ سب کچھ اللہ کی صفت خلق وایجاد کا نتیجہ ہے۔انہیں اللہ کے خالق ہونے سے انکار نہ تھا، جس طرح آج کے مشرکین کو نہیں ہے، اس لیے ان کی اپنی مانی ہوئی بات پر یہ دلیل قائم کی گئی ہے کہ جو خدا تمہارے نزدیک اشیاء کو عدم سے وجود میں لاتا ہے اور پھر ایک ہی دفعہ تخلیق کر کے نہیں رہ جاتا بلکہ تمہاری آنکھوں کے سامنے مٹ جانے والی اشیاء کی جگہ پھر ویسی ہی اشیاء پے در پے وجود میں لاتا چلا جاتا ہے، اس کے بارے میں آخر تم نے یہ کیوں سمجھ رکھا ہے کہ تمہارے مر جانے کے بعد وہ پھر تمہیں دوبارہ زندہ کر کے اٹھا کھڑا نہیں کر سکتا"۔ [24] قول باری تعالیٰ ہے۔اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ۔ [25] " یقیناً تمہارے رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین (کی بلائی وزیریں کائنات) کو چھ مراحل میں تدریجاً پیدا فرمایا"

ارتقائے کائنات کے چھ ادوار "قرآن مجید انسانیت کو جابجا اس کے ارد گرد پھیلی ہوئی بے عیب، عظیم اور بارعب کائنات کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ درس دیتا ہے کہ وہ اللہ رب العزت کی ہدایت کی پاسداری اور اطاعت گزاری کرے ۔ مطالعہ قرآن سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے جملہ کائنات کی تشکیل و تعبیر کا سلسلہ چھ ادوار سے گزرا ہے جنہیں ادوار تخلیق (Six Periods of creation) کا نام دیا جاتا ہے۔"

ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو چھ دن میں پیدا فرمایا۔ان میں سے ہر دن تمہارے شمار کے اعتبار سے ایک ہزار سال کے برابر ہے" اور انہی سے۔امام طبری اپنی تصنیف "تاریخ طبری" میں اس آیت کی تفسیر ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں: "ایسے چھ ایام تھے جن میں اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی تخلیق

فرمائی اور حضرت ضحاکؓ سے اس آیت کی تفسیر مروی ہے ایام ستہ جن میں اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور ان کے مابین چیزیں تخلیق فرمائیں ان میں سے ایک دن اس دن کے برابر ہے جو آیت میں بیان ہوا اور آیت میں ایک دن کی مقدار ایک ہزار سال ہی ہے اور حضرت ضحاکؓ سے ہی ''ھو الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام'' کی تفسیر میں مروی ہے کہ ایام آخرت میں سے ہر یوم ایک ہزار سال کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدائے خلق بروز انوار فرمائی اور بروز جمعہ سب مخلوق کو جمع فرمایا۔''[26] ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۔[27] ''آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔ آسمانوں اور زمین میں اسی کی حکومت ہے۔ وہی زندگی اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر بڑا قادر ہے وہی اول و آخر ہے اور ظاہر و باطن ہے اور وہ ہر شے سے بخوبی آگاہ ہے۔ وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ مراحل میں پیدا فرمایا۔''

کائنات محض حادثاتی طور پر معرض وجود میں نہیں آئی بلکہ یہ اللہ رب العزت کے ارادے اور ان کی قدرت کاملہ کا نتیجہ ہے اس غیر محدود اور تعجب خیز کائنات میں پھیلا ہوا نظم و ضبط اور نظام یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کا وجود قدرت الہیہ کی کامل منصوبہ بندی کے تحت ہی قائم ہے۔ جملہ کائنات کی تخلیق و ارتقاء ایسا مرحلہ وار عمل تھا جو بتدریج 2(دو) ارتقائی ادوار میں مکمل ہوا۔ اس دنیا میں وقوع پذیر ہونے والے تمام تر حوادث و واقعات اس کے خالق کے بنائے ہوئے نظام اور حکم کے ساتھ مربوط ہیں۔ یہ ربانی منصوبہ بندی اور اقتدار پوری کائنات کو کچھ اس طرح سے منظم اور ہم آہنگ بنائے ہوئے ہے کہ کوئی شے اپنے طے شدہ ضوابط سے روگردانی نہیں کر سکتی۔ یوم محض ۲۴ گھنٹے کے دورانیے ہی کا نام نہیں بلکہ اس کا اطلاق ہزاروں زمینی سالوں کے دورانیئے پر محیط بھی ہو سکتا ہے۔ تخلیق کائنات کے اصول کائنات از خود معرض وجود میں نہیں آئی بلکہ اسے باری تعالیٰ نے تخلیق فرمایا ہے یعنی اس کی تخلیق محض اتفاقیہ نہیں بلکہ ایک خالق کے ارادے اور فعل خلق کا نتیجہ ہے۔ کائنات کی تخلیق کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ زیریں، بالائی، اور وسطانی، یعنی زمینی، آسمانی، اور خلائی۔

اسلام کی سچائی اور سائنس کے اعترافات کے مصنف لکھتے ہیں۔ "سائنس کی تحقیق نے صرف یہی ثابت نہیں کیا کہ یہ کائنات ازلی نہیں اور اس کی ایک ابتداء یا آغاز ہے بلکہ تازہ انکشافات یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ اب سے تقریباً پچاس کھرب سال پہلے ایک تخلیقی دھماکے کے نتیجے میں آن واحد میں یہ کائنات وجود میں آگئی اور آج بھی اس میں توسیع کا

عمل جاری ہے۔ جو لوگ سائنس کی تحقیقات کو کوئی وزن دیتے ہیں وہ حقیقت تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ کائنات تخلیق کی گئی ہے اور یہ عمل تخلیق لگے بندے قوانین فطرت سے ماورا کسی طاقت کا کرشمہ ہے کیونکہ قواعد فطرت تو خود کسی کی تخلیق کا نتیجہ ہیں۔ کائنات خالق کو ہم خدا کہتے ہیں۔اس خالق حقیقی نے جب قدرتی مادے کو وجود بخشااور مادے کے عمل کیلئے قواعد و ضوابط معین کیے تو پھر اس نے اس مادے کو اس مقرر عمل کے ذریعہ تخلیق مسلسل میں لگادیا۔ایک ارتقاء جو بتدریج نشو و نما کے ذریعہ ہوتا رہتا ہے۔"[28] سائنسی حقائق اور شواہدات سامنے رکھتے ہوئے سائنس دان یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ کائنات میں تمام مظاہر فطرت تخلیق ارتقاء کے تصور کی تائید کرتے ہیں۔ یہ ارتقائی عمل خواہ حیاتیاتی ہو کیمیائی ہو، طبیعاتی ہو یا توالد و تناسل سے متعلق ہو، معمولی کیڑوں مکوڑوں کے تناسل اور ماہیت کی تبدیلیوں پر تحقیقات سے جو نتائج سائنسدان اخذ کرتے ہیں ان سے وہ اس حتمی نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس کائنات میں ایک منظم اور ضابطے کی موجودگی ناقابل تردید حقیقت ہے اور ارتقاءاورتدریج کے یہ مراحل ایک صانع حقیقی کا پتہ دیتے ہیں۔وہ ذات قدرت کاملہ کی حامل ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے: اِنَّمَا قَوۡلُنَا لِشَیۡءٍ اِذَاۤ اَرَدۡنٰهُ اَنۡ نَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ۔ [29]"ہم جس چیز کاارادہ کرتے ہیں اس کیلئے ہمیں بس یہ کہنا ہوتا ہے کہ ہو جااور وہ ہو جاتی ہے۔"

مولاناشبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر یوں تحریر فرماتے ہیں: "یعنی کسی چھوٹی بڑی چیز کے پہلی مرتبہ یادوبارہ بنانے میں اسے دقت ہی کیا ہو سکتی ہے اس کے ہاں تو بس ارادہ کی دیر ہے جہاں کسی چیز کے پیدا کرنے کاارادہ کیا اور کہا ہو جا! فوراًہوئی رکھی ہے۔ ایک سیکنڈ کی تاخیر نہیں ہو سکتی۔یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ اِسلام اپنے ماننے والوں کو مذہب اور سائنس دونوں کا نور عطا کرتا ہے۔اِس لئے یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ اِسلام دُنیا کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ دِین ہے، جو نہ صرف قدم قدم سائنسی علوم کے ساتھ چلتا نظر آتا ہے بلکہ تحقیق و جستجو کی راہوں میں سائنسی ذِہن کی ہر مشکل میں رہنمائی بھی کرتا ہے"۔

خلاصہ بحث:

جو سائنسی تصوّرات اِس وقت بنی نوعِ اِنسان کے سامنے آ چکے ہیں اور مستقبل کے تناظرات میں سائنس جس طرف بڑھ رہی ہے اُس کے پیش کردہ بنیادی نظریات قرآن و حدیث کے تصوّرات کی تائید و تصدیق کرتے چلے جا رہے ہیں۔ جوں جوں سائنس ترقی کر رہی ہے اِسلام کی حقانیت ثابت ہوتی جا رہی ہے۔ بلکہ یہ کہنا بے جا اور مبالغہ آمیز نہ

ہوگا کہ جدید سائنس کی ترقی سے مذہب کا نور نکھرتا جارہا ہے اور ایک وقت آئے گا کہ جب سائنس اپنی تحقیقات کے نکتۂ کمال کو پہنچے گی تو اللہ کے دین کا ہر ایمانی تصوّر سائنس کے ذریعے صحیح ثابت ہو جائے گا۔ قرآنِ مجید اور سائنس کا تقابلی مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سائنس کے بے شمار نظریات قرآنی تصوّرات کو صدفی صد صحیح ثابت کرتے ہیں اور وہ دِن دُور نہیں جب سائنس کلی طور پر دینی نظریات کی تائید و توثیق کرنے لگیں گی۔ قرآن مجید میں علمائے مفسرین کے نزدیک تقریباً 500علوم استنباط ہوتے ہیں۔ اس میں ما قبل حیات سے مابعد الحیات تک کے تمام واقعات بیان کیے گے ہیں جن کو، احادیث، روایات اور مفسرین کے تفسیری ادب سے وضاحت بخشی گئی۔ جو چیزیں موضوع کے اعتبار سے اس فصل میں بیان کی گئی ہیں وہ ان علوم اور مصادر کا عشر عشیر بھی نہیں ہیں۔ اور لوگ قیامت تک قرآنی علوم سے استفادہ کی شکل میں تشنگی دور کرتے رہیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مصادر و مراجع

1. الحدید 3:57۔
2. مسلم بن حجاج، القشیری،، **صحیح مسلم** (کراچی: نفیس اکیڈمی، اردو بازار، 1987ء)، رقم الحدیث: 2713۔

Muslim bin Hajjaj, Al-Qashiri, **Sahih Muslim** (Karachi, Nafees Academy, Urdu Bazar Lahore,1987 AH), Hadith:2713.

3. البخاری، محمد بن اسماعیل، بخاری، صحیح بخاری، رقم الحدیث: 7418، قدیمی کتب خانہ کراچی، 1381ھ،
4. القرآن: العنکبوت 20:29
5. الترمذی، محمد بن عیسیٰ، ترمذی، جامع ترمذی، رقم الحدیث: 3319، قدیمی کتب خانہ کراچی، 1381ھ،
6. القرآن: الذاریات 56:51
7. ابنِ کثیر، عمادالدین، حافظ، علامہ، تاریخ ابن کثیر، نفیس اکیڈمی، اردو بازار کراچی، 1987ء، ج2، ص: 58
8. القرآن: الاسراء 12:17
9. القرآن: یونس 5:10
10. اعظمی، خواجہ شمس الدین، تجلیات، مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی، 2009، ص: 22-21
11. ہارون یحیٰ، تخلیق کائنات، (مترجم: علیم احمد) گلوبل ملٹی پبلی کیشنز، کراچی، 2009ء، ص 52، 51
12. القرآن: الملک 03:27
13. مفتی شفیع، معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، 2002ء ج8، ص 184

14. القرآن:النساء82:4
15. طاہرالقادری،ڈاکٹر، محمد،اسلام اور جدید سائنس، منہاج القرآن پبلیکیشنز،لاہور،2004ء، ص:328
16. ہارون یحیٰ،اللہ کی نشانیاں عقل والوں کے لئے،(مترجم: تصدق حسین راجا) ادارہ اسلامیات لاہور ،2000ء، ص-147-149
17. القرآن:الذاریات11:41
18. القرآن:مریم35:19
19. طاہرالقادری،ڈاکٹر، محمد،اسلام اور جدید سائنس، منہاج القرآن پبلیکیشنز،لاہور،2004ء، ص:138
20. القرآن:الانبیاء30:21
21. ابن منظور،افریقی،لسان العرب،دار صادر،بیروت،1991مادہ:س۔ل۔ل
22. القرآن:العنکبوت19،20:29
23. مودودی،ابوالاعلیٰ،سید، تفہیم القرآن،مکتبہ الہدیٰ مردان،1995،ج3،ص223
24. القرآن:یونس03:10
25. الطبری،ابی جعفر، محمد بن جریر طبری،علامہ،تاریخ طبری،1996ص:47
26. القرآن:الحدید1-4:57
27. آئی۔اے ابراہیم/ محسن فارانی،اسلام کی سچائی اور سائنس کے اعترافات،مکتبہ دارالسلام،جدہ،2007،ص:58
28. شبیراحمد عثمانی، تفسیر عثمانی،دارالتصنیف،جامعہ دارالعلوم، کراچی،2004ء ص:765

1. Al-Quran, Al-Hadid
2. Al-Muslim, Hajjaj Bin Muslim, Al-Qashiri, Nafees Academy, Urdu Bazar Lahore.
3. Al-Bukhari, Muhammad Bin Ismael, Sahih Bukhari, Qadimi kutab khana Karachi.
4. Al-Quran, Al-Ankabot
5. Al-Tirmazi, Muhammad bin Eisa, Jameh Tirmazi, Qadimi kutab khana Karachi.
6. Al-Quran, Al-Zariat
7. Ibn-e-Katheer, Amaduldeen, Hafiz, Allama, Tarikh Ibn-e-Katheer, Nafees Academy, Urdu Bazar Lahore.
8. Al-Quran, Al-Asra
9. Al-Quran, Younus
10. Azami, Khaja Shamasudin, Tajalliyat, Maktaba Ruhani Karachi.
11. Haron Yahya, Takhliq-e-kainat, Global multi publications, Karachi.
12. Al-Quran.Al-Mulk
13. Mufti Shafi, Muaraf ul Quran, Idara tul Muaraf, Karachi.
14. Al-Quran, Al-Nisa
15. Tahir ul Qadari, Islam Aor Jadid Science, Minhaj publications, Lahore.

16. Haron Yahya, Allah ki Nishanian aqal walon kay liay, Idara Islamiyat, Lahore.
17. Al-Quran, Al-Zariat.
18. Al-Quran, Maryam.
19. Tahir ul Qadari, Islam Aor Jadid Science, Minhaj publications, Lahore.
20. Al-Quran, Al-Anbia
21. Ibn-e-Manzor, Afriqi, Lisan ul Arab, Dar-e-Saadar, Bairut.
22. Al-Quran, Al-Ankabot
23. Modudi, Abual Ala, Tafheem ul Quran, Maktaba Al-Huda, Mardan
24. Al-Quran, Younus
25. Al-Tabri.Abu Jafar, Muhammad, Tarikh-e-Tabri. Darulsalam, Jaddah.
26. Al-Quran, Al-Hadid.
27. I.A. Ibrahim/Muhsin Farani, Islam ki sachai aor Science ky Etrafaat, Maktaba Darulsalam, Jaddah.
28. Shabbir Ahmad Uthmani, Tafseer-e-Uthmani, Jamia Darul ulum Karachi.